اہل سنت سے فتنوں کو دور کرنا

بقلم: بکر بن عبداللہ ابوزید

مترجم: عبدالعظیم حسن زئی

الحمد للہ وحدہ والصلاۃ علی من لا نبی بعدہ محمد وآلہ وصحبہ . امابعد

اللہ نے مجھ پر تبلیغ، بیان، نصیحت، رہنمائی اچھی باتوں کی طرف دعوت سیدھے راستے کی نشان دہی اور غلط نظریات سے مسلمانوں کے تحفظ اور انہیں متنبہ کرنے کی جو ذمہ داری اللہ نے بحیثیت عالم دین کے مجھ پر ڈالی ہے اسے پورا کرنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ مسلمان غلط عقائد ونظریات سے محفوظ رہنے کے ساتھ ساتھ دین پر مضبوطی سے قائم رہیں باہم مربوط ومتحد رہیں اعتقادی، قولی، عملی لحاظ سے مکمل طور پر دین کو اپنائیں اور اس طرح اپنائیں جس طرح اللہ چاہتا ہے۔ قرآن وسنت کو تھامے رہیں۔ خواہشات کی پیروی اور گمراہ کن خیالات ونظریات کو اپنے دلوں میں جگہ نہ دیں تاکہ دشمنوں کی سازشوں اور چالوں سے محفوظ رہ سکیں۔ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَنْ يَعْتَصِمْ بِاللهِ فَقَدْ هُدِىَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴾ (آل عمران : 101)

''جس نے اللہ (کے دین) کو مضبوطی سے تھام لیا تو اسے سیدھے راستے کی طرف رہنمائی نصیب ہوگئی۔''

﴿ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِىْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ، ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ (انعام : 153)

''یہ میرا سیدھا راستہ ہے اس پر چلتے رہو دیگر راستوں کے پیچھے مت لگو ورنہ وہ تمہیں اللہ کے راستے سے جدا کر دیں گے اس بات کی تمہیں تاکید کرتا ہے تاکہ تم متقی وباکردار بن جاؤ''۔

اپنی مذکورہ ذمہ داری کو پورا کرنے کیلئے میں نے نصیحت اور فرائض دین کی یاد دہانی کے طور پر یہ چند سطریں سپرد قلم کی ہیں تاکہ فتنوں میں مبتلا ان مسلمانوں کو شکوک وشبہات سے نجات دلائی جا سکے جن پر فتنوں نے دو طرف سے حملہ کیا ہے:

1- کفر کے فتویٰ میں لگانے میں افراط وغلو کہ مسلمانوں کو اسلام سے خارج کرتے ہیں بلکہ ان کے خلاف جنگ کو بھی جائز سمجھتے ہیں۔

2- تفریط ونرمی اسلام میں داخل ہونے اور داخل رہنے کی امید میں۔

یہ دونوں عادتیں فتنہ کے اسباب میں سے ہیں ان سے انسانوں میں باہم فساد وظلم جنم لیتا ہے اور دینی جذبہ بھی ماند پڑ جاتا ہے۔

اپنی اس تحریر کو میں نے سات فصلوں میں تقسیم کیا ہے:

فصل اول - فتنوں سے محتاط رہنا

اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمیں خبردار کیا ہے کہ فتنوں میں پڑے ہوئے لوگوں اور ان کے فتنوں سے ہوشیار رہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ واتقوا فتنة تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة ﴾ (انفال : 27)

''اس فتنے سے خود کو بچاؤ جو صرف ان لوگوں کو نہیں پہنچے گا جو تم میں سے ظالم ہیں''۔

نبی کریم ﷺ نے فتنوں سے پناہ مانگنے کی ہدایت کی ہے ہمارے بعض اسلاف یہ دعا کیا کرتے تھے ''اے اللہ ہم اس بات سے تیری پناہ مانگتے ہیں کہ ہم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائیں یا ہمیں فتنے میں مبتلا کر دیا جائے'' (بخاری)۔ اس طرح نبی ﷺ نے ہمیں خبردار کیا ہے کہ قیامت سے قبل کچھ ایسے دن ہوں گے کہ جہالت نازل ہوگی اور علم اٹھا لیا جائے گا۔

اس طرح دیگر بہت سی احادیث ہیں خصوصاً حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی کہ جن میں فتنوں کی خبر دی گئی ہیں اور ان سے محفوظ رہنے کی دعائیں اور طریقے بتلائے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں بیان کیا ہے کہ فتنہ تو موجود رہے گا جب تک اللہ کا دین مکمل طور پر نافذ نہ ہوجائے فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ وقاتلوهم حتى لاتكون فتنة ويكون الدين كله لله ﴾ (انفال : 39)

''ان سے جنگ کرو یہاں تک فتنہ باقی نہ رہے اور دین مکمل طور پر اللہ کا نافذ ہوجائے۔''

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فتنہ دین کے مقابل ومعارض ہے۔ یہاں فتنوں سے مراد فتنہ شبہات بھی ہے جن میں سب سے بڑا فتنہ شرک ہے اور محکم آیات کو چھوڑ کر متشابہ کے پیچھے لگنا اور صریح اور واضح سنت کو ترک کردینا۔

یہی وہ فتنہ تھا جس میں فرقہ : مرجئہ ؛ مبتلا ہوگیا تھا جن کا عقیدہ یہ ہے کہ عمل حقیقت ایمان میں داخل نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ کفر صرف یہی ہے کہ دین کا انکار کرلیا جائے اور اس کو جھٹلا دیا جائے۔ انکا یہ عقیدہ بدعت ظلم اور اندھی گمراہی پر مبنی ہے۔ اس فرقے کے اسلاف سے ایسے اقوال مروی ہیں جن میں اسلامی عادات وفرائض کی توہین کی گئی ہے۔ اس طرح اس فرقہ نے موجودہ زمانے میں نماز کی توہین بھی شروع کردی ہے، یہ لوگ نمازوں کو کسی قسم کی اہمیت نہیں دیتے خواہشات کے پیروکار ہیں ان میں لادین لوگوں کی عادات سرایت کرگئی ہیں جو اپنے رب کو سرے سے جانتے تک نہیں ہیں اس فرقہ یا ان کے نظریات سے متاثرین شرعی قوانین کے نفاذ کو بھی اہمیت نہیں دیتے ۔ طاغوت کے فیصلوں کا سہارا لیتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے طاغوت کے انکار کا حکم دیا ہے۔ مرجئہ کا یہ فتنہ خوارج کے مقابلے پر تھا خوارج کا عقیدہ یہ تھا کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہوجاتا ہے، یہ دونوں فرقے گمراہی بدعت اور غلط آثار واقوال کے لحاظ سے یکساں ہیں دونوں گمراہ ہیں کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ ان میں سے کسی بھی فرقے کی اتباع کرے۔ میں نے اپنی اس تحریر میں دونوں فرقوں کا بطلان ثابت کیا ہے اور ساتھ ہی اس مذہب حقہ کی بھی نشان دہی کی ہے جس کی اتباع ہر مسلمان پر لازم ہے۔ ہم مسلمانوں کو مذکورہ دونوں قسم کے فتنوں سے خبردار کرنا چاہتے ہیں اور ان فرقوں کے متبعین سے بھی جو اللہ رب العالمین کی مقرر کردہ حدود سے بھی تجاوز کررہے ہیں ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ ولا تطيعوا امرا المسرفين الذين يفسدون فى الارض ولا يصلحون ﴾

''اسراف کرنے والوں کی اطاعت مت کرو جو زمین میں بگاڑ پیدا کرتے ہیں مگر اصلاح نہیں کرتے''۔ (الشعراء:151-152)

ہم مسلمانوں کو ان کمتر اور دین سے محروم لوگوں سے بھی خبردار کرنا چاہتے ہیں جو کہ صراط مستقیم سے معارض باطل اقوال کو اختیار کرتے ہیں۔

﴿ ومن الناس من يشترى لهو الحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم ويتخذ ها هزواً اولئک لهم عذ اب مهين ﴾ (لقمان : 6)

کچھ لوگ ایسے ہیں جو کھیل کی باتیں خریدتے ہیں تاکہ بغیر علم کے لوگوں کو گمراہ کریں اللہ کے راستے سے اور اس کو مزاح بنائیں ان لوگوں کیلئے رسوائی کا عذاب ہے مسلمانوں کو دھوکہ دینے انہیں بڑی گمراہی میں مبتلا کرنے ان کے نوجوانوں کو ذھنی خلفشار میں مبتلا کرنے کا ذریعہ ہے گمراہ فرقوں کے اقوال وآراء کو شریعت کے نام سے پھیلانا اور انہیں اہل سنت کے مذہب کی طرف منسوب کرنا ان سے مسلمانوں کے اعمال برباد ہوتے ہیں اور آپس میں اختلافات بھی پیدا ہوتے ہیں لہٰذا روافض کے مقابلہ میں عقائد بنانے والوں کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہئے نہ ہی ان قدریہ کی طرف مائل ہونا چاہئے جو جبریہ کے مقابل ہیں نہ ہی ان مرجئہ کی طرف جو خوارج کے مقابل ہیں۔ اسی طرح کسی ایک فرقہ کے اقوال وافکار کی وجہ سے دوسرے مقابل فرقے کو گمراہ قرار دینا بھی صحیح نہیں ہے اس طرح کے کام وہ لوگ کرتے ہیں جن کے اعمال خسارے ونقصان والے ہوتے ہیں اسی لئے تو اللہ نے سورہ بقرہ میں منافقین کی حالت سے پردہ اٹھا کر ہمیں ان کا مکروہ چہرہ دکھلایا ہے جو اپنے غلط کاموں کو بھی صحیح قرار دیتے تھے۔ کہتے تھے: انما نحن مصلحون . ہم اصلاح پسند لوگ ہیں۔ اللہ نے ان کی تکذیب کرتے ہوئے فرمایا: الا انهم هم المفسد ون ولكن لايشعرون (بقرہ :11) باخبر رہو کہ یہ لوگ فساد پھیلانے والے ہیں مگر انہیں شعور نہیں۔ اور جب منافقین نے اللہ کے حکم پر عمل نہ کیا تو اللہ نے ان کی حالت بھی بیان کردی کہ: ثم جاء وک يحلفون بالله ان ارد نا الا احسانا وتوفيقا .(النساء : 61) ہم تو صرف بھلائی اور موافقت چاہتے تھے۔ لہٰذا باطل اور گمراہ کن خواہشات کا رد کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور سلف صالحین رحمہم اللہ کے اقوال سے کرنا لازمی وضروری ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ مرجئہ کے مذہب کی تائید یا اسے اہل سنت میں شمار وہ لوگ کرتے ہیں جو فتنے میں مبتلا ہیں۔ الا فى الفتنة سقطوا . (توبة : 49) سنو کہ یہ لوگ فتنے میں گرفتار ہوچکے ہیں۔ اللہ جسے سعادت نصیب فرماتا ہے تو اسے اتنی صلاحیت عطا کردیتا ہے کہ وہ ان باتوں سے عبرت حاصل کرتا ہے جن میں دیگر لوگ مبتلا ہوتے ہیں لہٰذا ایسا شخص ان لوگوں کے مسلک پر کاربند رہتا ہے جن کے مسلک کو اللہ کی تائید ونصرت حاصل ہوتی ہے۔ اور جن لوگوں کو اور ان کے مسلک کو اللہ نے رسوا کردیا ہے ان سے اجتناب کرتا ہے۔ (الفتاویٰ:35/388)

فصل دوم

اسلام کے احکامات پر عمل اور ارتداد وفساد کے ذرائع سے اجتناب

میں خود کو اور تمام مسلمان بھائیوں کو یہ تاکید کرتا ہوں کہ اپنے ظاہر اور پوشیدہ تمام معاملات میں اللہ سے ڈرتے رہیں اگر ایسا ہو تو اللہ کی نعمت ہے جسے مل جائے وہ اللہ کی ربوبیت، محمد ﷺ کی نبوت

ورسالت اوراسلام کے دین ہونے پر راضی رہےاللہ کی حمد وستائش کرے اللہ کی پا کیزگی بیان کرے کہ اس نے اتنی بڑی نعمت سے نوازا ہے ایسی نعمت جس کے سامنے دنیا کی تمام نعمتیں ہیچ ہیں۔اللہ کی دیگر بہت سی نعمتیں اس کے بندوں پر ہیں جن میں سے یہ بھی ہے کہ ہمیں مسلمان بنایا لہٰذا مسلمان ہونے کا تقاضا ہے کہ ہم اللہ کے احکامات کی پیروی کریں جواوامر ونواہی ہیں ان کی اطاعت کریں اس کے اوامر میں سب سے بڑا امر ہے توحید پر کاربند رہنا اور عبادت صرف اور صرف اللہ کیلئے بجالانا خلوص دل کے ساتھ ،اور عمل رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق کرنا۔اعمال میں اہم ترین عمل ہے پنج وقتہ نماز اور دیگر اسلامی ارکان واحکامات ،اوران اسباب وذرائع کا حصول جن سے اللہ کی رضاوخوشنودی حاصل ہوتی ہے۔مسلمان پر اللہ کی منع کردہ اشیاء سے اجتناب کرنا بھی لازم ہے جن میں سب سے اہم نہی ہے شرک اور پھر شرک کی وجہ سے ہی جو بدعات ،معاصی وگمراہیاں آتی ہے جو اللہ کے غضب وغصے کا سبب ہیں ان سے اجتناب ضروری ہے۔مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایک دوسرے کوان باتوں کی نصیحت کرتے رہیں ایک دوسرے کو کتاب وسنت کو اپنانے کی تلقین کرتے رہیں۔اور کتاب وسنت پر عمل پیرار ہنے کی کوشش کریں۔شریعت کے احکام علماء سے معلوم کرتے رہیں تا کہ ہر عمل شرعی احکام کے مطابق ہو۔دوسروں کو بھی اس کی دعوت دیتے رہا کریں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو قائم رکھیں تکالیف پر صبر کریں۔مسلمانوں کی جماعت سے وابستہ رہیں باہم اتحاد پیدا کریں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ شفقت ونرمی سے پیش آتے رہیں۔حق کیلئے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں ان کے علاوہ دیگر اسلام کی طرف سے لاگو ہونے والی اپنی ذمہ داریاں نبھائیں اس لیے کہ ان ہی اعمال کی وجہ سے کامیابی وکامرانی ملے گی دنیا وآخرت کی تمام بھلائیاں انہی صفات کی بدولت حاصل ہوں گی۔

﴿ یا ایھا الذ ین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علٰی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا کذ لک یبین اللہ لکم ایاتہ لعلکم تھتدون ﴾ (آل عمران : 102–103)

’’ایمان والو! اللہ سے ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو آپس میں تفرقہ نہ ڈالو۔اللہ کی نعمت یاد کرو جب تم دشمن تھے تو تمہارے دلوں میں (اللہ نے)الفت ڈال دی تم اللہ کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے ،اور تم آگ کے کنارے پر تھے کہ اللہ نے تمہیں اس سے بچالیا اس طرح اللہ اپنی آیات بیان کرتا ہے تا کہ تم سیدھی راہ پاؤ‘‘۔

مسلمان کو ہر وقت محتاط رہنا چاہئے کہ کہیں اس کے قدم اسلام پر جمنے کے بعد پھسل نہ جائیں اور دل میں ایمان اس طرح محکم ومضبوط ہو جیسا کہ جناب انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں مذکور ہے کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’ثلاث من کن فیہ وجد بھن حلاوۃ الایمان من کان اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما وان یحب المرء لایحبہ الا اللہ وان یکرہ ان یعود فی الکفر بعد ان انقذہ اللہ منہ کما یکرہ ان یقذف فی النار ‘‘

تین صفات ہیں یہ جس شخص میں پائی جائیں وہ ایمان کی مٹھاس پالے گا:

1– اللہ اوراس کا رسول کی محبت تمام دیگر کی محبت سے زیادہ ہو۔

2– کسی سے محبت صرف اللہ کیلئے کرتا ہو۔

3– کفر سے جب اللہ نے نجات دیدی تو دوبارہ اس میں جانا اتنا ناپسند کرتا ہو جتنا آگ میں کودنا ناپسند ہے۔

لہٰذا بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔فتنوں کے اسباب وذرائع سے خود کو بچانا چاہئے۔دل کی کجی ،احکام اسلام سے انحراف ،دین سے بے رغبتی وغیرہ فتنوں سے محفوظ رہنا ضروری ہے اور سب سے بڑا فتنہ یہ ہے کہ مسلمانوں کا شیرازہ بکھیر دیا جائے۔ان کی اجتماعیت کو ختم کر دیا جائے ،گمراہ کن افکار ونظریات پھیلانے کی کوشش کی جائے۔حق کے بجائے باطل کی طرف متوجہ ہوا جائے۔اسلامی اخلاق سے روگردانی کی جائے۔دیگر ایسے امور کو اختیار کیا جائے جس مسلمانوں کے ضعف کا سبب بنیں یا اسلام کو کسی قسم کا نقصان پہنچائیں۔مسلمان کو چاہئے کے اللہ کے اس فرمان کو ہر وقت مدنظر رکھے:

﴿ یوم تجد کل نفس ما عملت من خیر محضراً وما عملت من سوء تود لو ان بینھا وبینہ امدًا بعیدًا ویحذرکم اللہ نفسہ واللہ رؤف بالعباد ﴾ (آل عمران :30)

’’جس دن پالے گی ہر نفس جو بھی اس نے اچھا عمل کیا ہوگا اور جو برا عمل کیا ہوگا تو یہ نفس چاہے گی کہ کاش میرے اور اس عمل کے درمیان لمبی مسافت ہوتی۔اللہ تمہیں اپنے بارے میں خبردار کرتا ہے اور اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے‘‘۔

ہمیں اس کا احسان ماننا چاہئے اس کی تعریف کرنی چاہئے کہ اس نے ہمیں اسلام جیسی نعمت عطا کی ہے جو کہ تمام بھلائیوں کی بنیاد ہے۔اور ہمیں وہ عمل کرنے کی توفیق دیدے جو اس کو پسند ہو اور جس سے وہ راضی ہوتا ہو۔آمین یارب العالمین۔

فصل سوم

ایمان کی حقیقت

ایمان دین ہے۔اور دین نام ہے دلی اعتقاد۔زبانی اقرار اور جسمانی طور پر عمل کا۔اطاعت سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔معصیت سے کمی اس میں واقع ہوتی ہے۔امت کا اجماع اس پر منقول ہے اور اس اجماع کی بنیاد کتاب وسنت پر ہے۔صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین وتابعین رحمہم اللہ اجمعین کا اجماع بھی ایمان کی اسی تعریف پر ہے۔ایمان کی بحث اور اس پر تفصیلی گفتگو کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب صحیح مسلم کتاب الایمان سے شروع کی ہے اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی کتاب الایمان کو اپنی صحیح کی ابتداء میں جگہ دی ہے۔باب ثانی باب وحی کے بعد ایمان کا باب ہے۔یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ایمان کی بنیاد وحی پر ہے۔بعض ائمہ محدثین نے ایمان پر مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں جن میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ، طحاوی رحمہ اللہ، ابن مندہ رحمہ اللہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ وغیرہ شامل ہیں۔اسی طرح مروزی نے ایمان کی حقیقت اجاگر کرنے کیلئے کتاب تعظیم الشان الصلاۃ تصنیف کی ہے۔ایمان ہی کی فضیلت واہمیت واضح کرنے کیلئے ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ اپنی کتاب جو عقائد کے بحث میں ہے اس کا نام مقالات الاسلامیین واختلاف المصلین لکھی ہے اس طرح نام رکھنے سے واضح ہوجاتا ہے کہ بے نمازی کی رائے کو نہ اجماع میں اہمیت ہے نہ اختلاف میں۔ان تمام ائمہ کی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ عمل کو ایمان کا جزء سمجھتے ہیں۔اس بارے میں اگر کوئی شخص اختلاف کرتا ہے تو یہ اختلاف بدعت وگمراہی پر مبنی ہوگا اور نصوص شرعیہ اور اجماع امت کے خلاف ہوگا۔لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ ان لوگوں کی باتوں سے دھوکہ نہ کھائے جو ایمان کے ان حقائق میں کمی کرتے ہیں اس لیے کہ ان کا قول جھمیہ اور مرجئہ کے عقائد وخیالات پر مبنی ہے یہ دونوں فرقے عمل کو ایمان کا جزء نہیں سمجھتے اس طرح کا عقیدہ کتاب اللہ کی محکم آیات واحکام سے اعراض ہے۔قرآن میں تقریبا 60 مقامات پر ہماری بات کی مؤید آیات موجود ہیں مثال کیلئے ہم ایک آیت پیش کردیتے ہیں۔

﴿ ونودو ان تلکم الجنة اورثتموها بما کنتم تعلمون ﴾ (اعراف:43)

''ان (جنتیوں کو) آواز دی جائے گی کہ یہی وہ جنت ہے جس کا تمہیں وارث بنایا گیا تمہارے اعمال کی وجہ سے''۔

اس طرح کے دلائل سنت سے بھی کافی تعداد میں مل جائیں گے لہٰذا جو لوگ عمل کو ایمان کا جزء نہیں مانتے وہ قرآن کی ایسی محکم آیات، سنت رسول ﷺ اور اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا مخالف ہے۔
مسلمان کو چاہئے کہ غلو سے خود کو محفوظ رکھے ورنہ غیر شعوری طور پر خوارج کے مذہب میں جا پہنچے گا جو ہمارے دور میں بعض لوگ اختیار کرچکے ہیں، اسی طرح مسلمان کو اس سے بھی بچنا چاہئے کہ کہیں وہ اہلسنت والجماعت کے عقائد کے مسائل میں سے کسی مسئلہ میں رد یا قبول یا کمی بیشی کے بارے میں سوچے یا کوشش کرے یا ایسا کرنا جائز سمجھے۔ایسا کرنے سے اس لئے اجتناب کرے کہ یہ خواہشات کی اتباع کرنے والوں کی عادت ہے یا وہ لوگ ایسا کرتے ہیں جو کسی دنیاوی مقصد کا حصول چاہتے ہیں اہلسنت والجماعت کے عقائد اور خصوصا یہ عقیدہ کہ ایمان۔قول۔تصدیق اور عمل کا مرکب ہے یہ ایسا حق ہے کہ جس پر اجماع ہوچکا ہے لہٰذا مسلمان کو محتاط رہنا چاہئے کہ کہیں، مرجئہ، جہمیہ، خوارج وغیرہ کے عقائد اختیار کرکے فتنے میں مبتلا نہ ہوجائے۔
اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں اسلام وسنت پر قائم وثابت قدم رکھے۔آمین۔

فصل چہارم

ایمان کی حقیقت اور مسئلہ تکفیر میں کون لوگ گمراہ ہیں اور ان کی گمراہی کیا ہے؟

ایمان کی حقیقت اور لوگوں کو کافر قرار دینے کا مسئلہ ایسا ہے کہ اس میں بہت زیادہ بحث ومباحثہ ہورہا ہے، بہت سے لوگ اس بحث میں مصروف ہیں اور بہت گہرائی تک جاتے ہیں ایسی ایسی باتیں کرتے ہیں کہ جن سے مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ یہ باتیں مسلمانوں میں مزید گمراہی اور باطل مذہب پیدا ہونے کا سبب بن رہی ہیں مسلمان ان باتوں اور بحث ومباحثے سے دو قسم کی گمراہی کا شکار ہورہے ہیں دو باطل مذہب پروان چڑھ رہے ہیں

1- اللہ کی طرف سے عذاب اور وعید کی جو آیات ہیں ان میں افراط وغلو کرنا یہ خوارج کا مذہب ہے یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان کی حقیقت بیان کرنے میں گمراہی کا شکار ہوئے کہ انہوں نے ایمان کو اس طرح کی ایک شئی واحد بنادیا کہ اگر اس کا کچھ حصہ ختم ہوجائے تو سارا کا سارا ہی ختم ہوجاتا ہے لہٰذا اس عقیدے اور مذہب نے ایک گمراہی کو رواج دیا اور وہ ہے مرتکب کبیرہ کو کافر قرار دینا۔اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ امت میں اختلاف وافتراق پیدا ہوا مسلمان کی عزت اور اللہ کے دین کی حرمت کا پامال کیا جانے لگا۔

2- اللہ نے جنت اور نعمتوں کا جو وعدہ کیا ہے اس میں تفریط اور کمی وعید کے دلائل کو یکسر نظر انداز کرنا جیسا کہ فرقہ مرجئہ نے کیا وہ بھی ایمان کی حقیقت کے بارے میں گمراہی کا شکار ہوئے انہوں نے ایمان کو ایک ہی چیز قرار دیا جس میں برتری وکمتری کی کوئی گنجائش نہیں ان کے ہاں سارے ایمان والے برابر ہیں اس لئے کہ ان کے عقیدے کے مطابق ایمان صرف دل کی تصدیق کا نام

ہے اس میں اعضاءِ بدل کے اعمال کا کوئی دخل نہیں ہے۔ اسی طرح انہوں نے کفر دلی تکذیب کو قرار دیا ہے جب کہ تکذیب کا کچھ حصہ دل میں آجائے تو مکمل تکذیب ہی شمار ہوگی۔ مرجئہ کے اس عقیدے سے یہ گمراہی پیدا ہوئی کہ کفر صرف اور صرف تکذیب وانکار کا نام ہے جسے ''کفر الاستحلال'' کہا جاتا ہے ان کے اس طرح کے عقائد سے جو نقصانات ہوئے کہ لوگ واجبات کی ادائیگی سے بے پرواہ ہوئے، محرمات میں مبتلا ہو گئے ہر فاسق ور ہزن کو ہر قسم کی برائیوں اور گناہوں کی جسارت ہوئی اور ایسے ایسے اعمال قبیحہ میں مبتلا ہو گئے کہ جو دین سے خارج کرنے والے ہیں۔ جو اسلام کی حرمت کو پامال کرنے والے ہیں اس نظریے اور عقیدے سے یہ بھی نقصان ہوتا ہے کہ کافروں کو بھی کافر نہیں کہہ سکیں گے اس لیے کہ وہ دلی طور پر تو رسول ﷺ کی نبوت کے اقراری تھے (جبکہ مرجئہ صرف دلی تکذیب کو ہی کفر کہتے ہیں) اور ظاہری طور پر نبی ﷺ کا انکار کرتے تھے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ کا خطاب نبی ﷺ کو بایں الفاظ میں موجود ہے: **فانهم لا يكذ بونك ولكن الظالمين بأيات الله يجحدون**. (انعام :33) (اے محمد ﷺ) یہ لوگ آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ اللہ کی آیات کا انکار کر رہے ہیں۔ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کے بارے میں فرمایا: **وجحدو بها واستيقنها انفسهم ظلما و علوًا**. (النحل :14) انہوں نے اس (شریعت) کا انکار کیا ظلم وتکبر کی بنا پر حالانکہ ان کے دلوں نے اس یقین کر لیا تھا

امام زہری رحمہ اللہ اسی بنا پر فرماتے ہیں: **ما ابتدعت فی الاسلام بدعة هی اضر علی اهله من هذه یعنی الارجاء**. (رواه ابن بطة فی الانابة)

''اسلام کیلئے ارجاء (عقیدہ مرجئہ) سے بڑھ کر نقصان دہ کوئی اور بدعت نہیں ہے''۔

یہ دونوں باطل مذہب ہیں جنہوں نے اعتقاد میں گمراہی بندوں میں ظلم پیدا کیا اور آبادیوں کو ویران کر دیا فتنوں کو جنم دیا اسلامی کاز کو کمزور کیا اسلام کی حرمات وبدیہات کو پامال کیا اس طرح دیگر بہت سی خرابیاں ان دونوں مذہبوں کی وجہ سے وجود میں آئیں اور یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا انہیں سمجھا نہیں گیا یا دلائل سے غلط مطالب لیے گئے علماء کے اقوال وآراء کو اہمیت نہیں دی گئی متشابہ اقوال کو اپنایا گیا اس کے برعکس مسلمانوں کی متفقہ جماعت اہل سنت والجماعت (جماعت المسلمین) کو اللہ نے سیدھے راہ کی ہدایت دی اس جماعت نے خالص اسلام کو اپنی اصلی صورت اپنایا اس میں کسی قسم کی ملاوٹ نہیں کی۔ قول حق مذہب عدل اور عقیدہ اعتدال کو اپنایا افراط وتفریط دونوں سے گریز کیا صرف اس قول وعمل وعقیدہ کو اختیار کیا جس پر قرآن وسنت کے دلائل موجود ہیں اور سلف صالحین صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین وتابعین رحمہم اللہ اجمعین اور ان کے صحیح جانشین آج تک جس راہ پر گامزن ہیں۔ علمائے اسلام نے کتب عقائد میں جس کو بیان کیا ہے شریعت مطہرہ کی فقہ کی کتب میں حکم المرتد کے تحت علماء نے لکھا ہے کہ ایمان زبان کے اقرار، دل کے اعتقاد اور اعضاء کے عمل کا نام ہے اور یہ ایمان اطاعت سے بڑھتا ہے معصیت سے گھٹتا ہے مگر معصیت سے بالکلی ختم نہیں ہوتا۔ اس طرح ان علماء نے وعدہ اور وعید کے دلائل میں مطابقت پیدا کی ہے ہر آیت کو اس کے صحیح مقام پر رکھا ہے اس کا صحیح مقام واضح کیا ہے اس طرح ان کتب میں یہ بھی لکھا ہے کہ کفر اعتقاد، قول وعمل، شک، ترک سے لازم آتا ہے کفر صرف دلی تکذیب میں منحصر نہیں ہے جس طرح کہ مرجئہ کا عقیدہ ہے۔ اور نہ ہی ایمان کے کچھ حصہ کے زوال سے پورا ایمان زائل وختم ہوتا ہے جیسا خوارج کا عقیدہ ہے۔

فصل پنجم

مسئلہ تکفیر کے اصول وقواعد؟

مذکورہ دونوں مذہب (مرجئہ، خوارج) جو کہ مذہب اہل سنت کے مخالف ہیں مگر بعض اہل سنت ان فرقوں کی طرف چلے جاتے ہیں اس لئے کہ اکثر لوگوں کو تکفیر کے بارے میں شرعی مسئلہ معلوم نہیں ہوتا اس بنا پر ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ مسئلہ تکفیر کی وضاحت کر دیں تا کہ حق اپنے دلائل وبراہین کے ساتھ نکھر کر سامنے آجائے اور باطل مذاہب گمراہ کن افکار کی نشان دہی ہو جائے یہ مسئلہ بہت ہی اہمیت کا حامل ہے اس لیے کہ اسلام کی حرمت کو اس سے خطرات لاحق ہیں مسلمانوں کی دینی حرمت بھی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ لہٰذا ہم اس کی وضاحت کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ:

1- کسی کو کافر قرار دینا یہ خالص شرعی مسئلہ ہے اس میں کسی کو رائے دینے کی اجازت نہیں اس لیے کہ یہ شرعی مسئلہ ہے عقلی نہیں اس لیے اس مسئلہ پر گفتگو کرنے کا حق صرف اللہ کو حاصل ہے بندوں میں سے کسی کو حق نہیں کہ وہ اس مسئلہ پر اپنی رائے سے فیصلہ کرے لہٰذا کافر وہ کہلائے گا جسے اللہ اور رسول ﷺ نے کافر قرار دیا ہو اسی طرح کسی کو فاسق یا کسی کو صحیح مسلمان اور دنیاوی واخروی سعادت کا مستحق قرار دینا بھی صرف اللہ اور رسول ﷺ کا کام ہے یہ ایسے مسئلے ہیں جن میں رائے کو دخل نہیں ان میں صرف اللہ ورسول ﷺ کا حکم ہی فیصلہ کن ہوتا ہے کتب عقائد میں مسائل اسماء والاحکام کے عنوان سے اس مسئلہ پر۔

2- کفر وارتداد کا حکم لگانے کی کچھ وجوہات واسباب ہیں جو کہ ایمان واسلام کے منافی ہیں ان اسباب کا تعلق عقائد سے بھی ہے قول، عمل شک یا ترک بھی اسباب میں شامل ہیں شک اور ترک اس جس کا ثبوت واضح دلیل شرعی سے ہو چکا ہو کتاب وسنت اور اجماع کے دلائل میں وہ مسئلہ ثابت ہو اور پھر اس میں شرک کیا جائے یا اسے ترک کیا جائے تو یہ اسلام وایمان کے منافی ہے اور کفر وارتداد کا سبب ہے۔ ایسے واضح طور پر ثابت شدہ مسئلہ کے ترک کیلئے ضعیف سند والی روایت یا کسی کا قول کافی نہیں ہوگا جب تک کہ صحیح صریح دلیل کتاب وسنت سے مہیا نہ ہو، کتب عقائد میں علماء نے ان مسائل کی مکمل وضاحت تفصیل سے کر دی ہے اور کتب فقہ میں بھی باب حکم المرتد کے ضمن میں علماء نے یہ مسئلہ صراحت سے بیان کیا ہے۔ علماء نے اس مسئلہ پر مکمل وبھرپور توجہ دی ہے اس لیے کہ اس

کی وضاحت سے کافروں کا طریقہ اور راستہ معلوم ہوجاتا ہے۔ **وکذلک نفصل الآیات ولتستبین سبیل المجرمین. (انعام : 55)** اس طرح ہم آیات تفصیل سے بیان کرتے ہیں تاکہ مجرموں کا راستہ واضح ہوکر سامنے آجائے۔ مجرمین کا راستہ اس لئے واضح کرنا ضروری ہے تاکہ مسلمان خود کو اس سے محفوظ رکھ سکیں اور لاعلمی میں اس راستے پر نہ چلے جائیں اس طرح کفر اور اسلام علیحدہ علیحدہ واضح صورت میں سامنے آجائیں صحیح اور غلط راستہ کی نشان دہی ہوسکے اس طرح مسلمان اللہ کے دین پر علی وجہ البصیرۃ عمل کرسکیں گے اس لئے کہ مسلمانوں یا کافروں کے طور طریقوں سے جتنی ناواقفیت ہوگی اتنا ہی انسان التباس وتخلیط میں مبتلا ہوگا وہ دونوں طریقوں میں صحیح طرح فرق نہیں کرسکے گا۔

کفر وارتداد کے حکم کیلئے جس طرح اسباب اور وجوہات ہیں اس طرح شروط اور موانع بھی ہیں۔ شروط میں سے یہ ہے کہ پہلے اس آدمی پر ایسی حجت قائم کی جائے کہ اس کے ذہن کے شبہات دور ہوجائیں۔ اور موانع میں سے یہ ہے کہ اس شخص کے پاس ان دلائل سے انکار یا ان کو تسلیم نہ کرنے کی وجہ موجود ہو مثلاً تاویل یا لاعلمی یا غلطی وخطاء، یا مجبوری (اکراہ) اگر ان موانع یعنی رکاوٹوں میں سے کوئی رکاوٹ ہو تو کفر اور ارتداد میں سے کوئی حکم اس پر نہیں لگایا جائے گا۔

3- تکفیر مطلق اور تکفیر معین میں فرق بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

تکفیر مطلق: کا مطلب یہ ہے کہ نواقض اسلام کے منافی اعتقاد، قول، عمل، شک، ترک جب کفر قرار پائے (شروط موجود ہوں موانع نہ ہوں) تو ان میں سے کسی ایک بھی ارتکاب کرنے والا کافر قرار پائے گا یعنی ہم یوں کہیں گے کہ یہ عمل، عقیدہ، قول کفر ہے اس کا مرتکب کافر ہے البتہ کسی کو متعین کرکے نہیں کہیں گے کہ فلاں شخص کافر ہے۔

تکفیر معین: اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی شخص کفریہ عقیدہ، عمل، قول اختیار کرلے۔ شروط موجود ہوں موانع نہ ہوں تو ایسے شخص پر کفر وارتداد کا حکم لگایا جائے گا۔ اس سے توبہ کرائی جائے گی اور اگر توبہ نہیں کرتا تو قتل کیا جائے گا یہ شرعی حکم ہے۔

4- ہر وہ شخص جو اہلسنت الجماعت کا مخالف ہے اسے کافر نہیں کہا جائے گا بلکہ اس کی مخالفت دیکھ کر فتویٰ وحکم لگایا جائے گا کہ اس کی مخالفت کفر کے زمرے میں آتی ہے یا بدعت۔ فسق ومعصیت کا مستحق بناتی ہے اس حساب سے اس پر حکم لگایا جائے گا۔ اہلسنت والجماعت کا یہ طریقہ ہے کہ ہر مخالفت کرنے والوں کو کافر نہ کہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اہلسنت میں علم، ایمان، عدل، مخلوق پر شفقت جیسی صفات بدرجہ اتم موجود ہیں اس کے برعکس وہ لوگ صرف خواہشات کے پیرو ہیں اپنے ہر مخالف کو کافر قرار دیتے ہیں۔

5- جس طرح ایمان کی متعدد شاخیں ہیں مختلف درجات ہیں سب سے بلند درجہ ومرتبہ لا الہ الا اللہ ہے اور سب سے نچلا درجہ راستہ سے تکلیف دہ اشیاء کو ہٹانا ہے حیاء بھی ایمان کا حصہ ہے۔ اسی طرح ایمان کے مقابلہ پر جو کفر ہے اس کی بھی کئی شاخیں ہیں اور مراتب ہیں ان میں سے بدترین وہ کفر ہے جو دین سے خارج کردینے والا ہے جیسا کہ اللہ کا انکار اور نبی ﷺ کے لائے ہوئے دین کی تکذیب، اور پھر دیگر درجات ہیں کچھ معاصی کے کام ایسے ہیں جنہیں کفر کہا جاتا ہے اس لیے علماء نے کتاب اللہ کی تفسیر میں اور محدثین نے احادیث کی شروحات میں بہت سی مثالیں پیش کی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن وحدیث میں لفظ ''کفر'' متعدد طرق سے مستعمل ہے مثلاً ایک کفر وہ ہے جو انسان کو ملت اسلامیہ سے خارج کردیتا ہے پھر اس کفر سے کمتر درجے کا کفر ہے۔ نعمت کی ناشکری کو بھی کفران نعمت کہتے ہیں وہ بھی ایک قسم کا کفر ہے مگر خارج عن الاسلام نہیں ہے۔ اسی طرح لغوی لحاظ سے کفر کا معنی انکار، براءت، اور چھپانا بھی ہے ان معنوں میں بھی لفظ کفر استعمال ہوتا ہے۔ مگر یہ لازمی نہیں ہے کہ ان اقسام میں سے سے اگر کوئی قسم کسی شخص میں پائی جائے تو وہ مطلق کافر ہوجائے گا اور دین اسلام سے خارج ہوجائے گا البتہ اگر اس سے حقیقی کفر سرزد ہوتا ہے جو ایمان واسلام کا نقیض ہے چاہے اعتقادی ہو، قولی ہو یا عملی تو تب وہ شخص کافر شمار ہوگا۔ جس طرح کہ ایمان کا ایک جزء کسی میں پایا جائے تو وہ مکمل اور حقیقی مومن نہیں کہلاسکتا جب تک کہ حقیقی ایمان کی تمام شرائط اس میں نہ پائی جائیں۔ لہٰذا ہم پر لازم ہے کہ ہم تمام نصوص ودلائل کو اپنے اپنے صحیح مقام پر رکھیں اور ان نصوص کی وہی تفسیر کریں جو مقصود ہو اور علمائے راسخین سے منقول ہو اس لئے کہ مسئلہ تکفیر میں اکثر غلطیاں غلط تفسیر کی وجہ سے ہوتی ہیں بنابریں ہر وہ شخص جو اپنی اور دیگر مسلمانوں کی خیرخواہی وبھلائی کا جذبہ دل میں رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اس مسئلہ (تکفیر) کی نزاکت کو محسوس کرے اس کی تمام جزئیات سے واقفیت حاصل کرے اور اس خالص علمی مسئلہ میں بلا سوچے سمجھے یا ناقص معلومات کی بنا پر فتویٰ وحکم صادر نہ کرے بلکہ اس کے بارے میں بحث یا فتوی یا حکم علماء راسخین پر چھوڑ دے کہ وہ علم کی روشنی میں صحیح فیصلہ کریں۔

6- کسی کو کافر قرار دینے، کفر کا فتویٰ لگانے کا عام مسلمانوں کو بحیثیت مجموعی یا انفرادی اختیار نہیں بلکہ یہ کام علماء راسخین کا ہے وہ علماء جن کی علمیت مسلمہ ہو جو شریعت کے علوم پر مکمل دسترس رکھتے ہوں، ان کی علمیت اور علمی فضیلت مقام ومرتبے کا ایک زمانہ معترف ہو اس لئے کہ ایسے ہی علماء ہیں جن کو اللہ کی طرف سے تبلیغ دین کی ذمہ داری دی جاچکی ہے۔ انہی کا فریضہ ہے کہ وہ لوگوں کے مشکل مسائل کا حل پیش کریں۔ **واذا اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ . (آل عمران :187)** جب اللہ نے ان لوگوں سے پختہ وعدہ لیا جنہیں کتاب دی گئی ہے کہ تم اس (کتاب کے علم) کو بیان کروگے چھپاؤ گے نہیں۔ اللہ کی طرف سے عطا کردہ علم کو چھپانا کتنا قابل مذمت ہے اس بارے میں ارشاد ہے: **ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والھدی من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب اولئک یلعنھم اللہ ویلعنھم اللاعنون. (البقرہ:109)** جو لوگ چھپاتے ہیں وہ دلائل اور ہدایت جو ہم نے نازل کی ہے جبکہ ہم نے وہ لوگوں کے لیے کتاب میں بیان کی ہیں ایسے لوگوں پر اللہ کی لعنت اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے: **فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون .(النحل : 43)**

جاننے والوں سے پوچھو اگر تمہیں معلوم نہیں۔ ان آیات سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ اللہ نے علماء سے بیان کرنے کا عہد پہلے لیا اور لاعلم لوگوں کو علماء سے سوال کرنے کا حکم بعد میں دیا ہے۔

7- کسی مسلمان کے بارے میں بدگمانی سے سختی اور تاکید کے ساتھ منع کیا گیا ہے جب بدگمانی سے بچنے کی اتنی تاکید ہے تو کسی پر کفر کا فتویٰ لگانا یا کسی مسلمان کو مرتد قرار دینا اور وہ بھی کتاب وسنت کی کسی دلیل کے بغیر یہ کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ اس بارے میں تو بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے، یہی وجہ ہے کہ کتاب وسنت میں واضح نصوص کے ذریعے احتیاط کرنے کا حکم ہے اور مسلمان کو کافر قرار دینے سے منع کیا گیا ہے: **یاایها الذین آمنوا اذا ضربتم فی سبیل الله فتبینوا و لا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مؤمنا تبتغون عرض الحیاة الدنیا فعند الله مغانم کثیرة کذلک کنتم من قبل فمن الله علیکم فتبینوا ان الله کان بما تعملون خبیرًا** . (النساء:94) ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں چلو تو تحقیق کر وا ور مت کہو اس شخص کو جو تمہیں سلام کہے کہ تو مؤمن نہیں ہے تم دنیاوی اسباب تلاش کرتے ہو تو اللہ کے پاس بہت غنیمتیں ہیں اسی طرح تم بھی پہلے تھے اللہ نے تم پر فضل کیا لہٰذا تحقیق کیا کرو اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔ اسی طرح اللہ کے اس قول سے بھی مسلمانوں کو دیگر تکالیف وایذائیں دینے کے ساتھ ساتھ کفر وارتداد کا فتویٰ و حکم لگانے کی تکلیف سے بھی ممانعت ثابت ہوتی ہے: **والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بهتانا واثما مبینا** (احزاب :58) جو لوگ مومن مردوں مومن عورتوں کو ایذا دیتے ہیں بنا اس کے انہوں نے کیا تو ان لوگوں نے بہتان اور گناہ باندھا۔ قرآنی آیات کے علاوہ نبی ﷺ کی احادیث مبارکہ بھی تواتر کے ساتھ ناحق کسی مسلمان کو کافر قرار دینے سے منع کرتی ہیں مثلاً:

1- ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے نبی ﷺ سے سنا آپ فرمار ہے تھے: ''**لایرمی رجل رجلاً بالفسوق و لا یرمیه بالکفر الا ارتدت علیه ان لم یکن صاحبه کذلک** ''(متفق علیہ) کوئی کسی شخص کو فاسق نہ کہے ورنہ یہ حکم اس پر ہی لوٹ آتا ہے اگر وہ شخص فاسق نہ ہو جسے کہا گیا ہے۔

2- ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: '' **أیما رجل قال لأخیه یا کافر ، فقد باء بها احد هما** ''(متفق علیہ) اگر کسی شخص نے کسی دوسرے کو کافر کہہ کر مخاطب کیا تو دونوں میں سے کسی ایک پر لگ جاتا ہے۔

3- ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''**ومن دعا رجلاً بالکفر او قال عدو الله ولیس کذلک الا حاد علیه**''(متفق علیہ) جس نے کسی شخص کو کافر یا اللہ کا دشمن کہا اور وہ شخص ایسا نہیں تو یہ حکم اس پر لوٹ آتا ہے۔

4- ثابت بن الضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''**ومن رمی مؤمنا بکفر فهو کقتله**''(بخاری) جس نے کسی مومن پر کفر کا حکم، الزام، بہتان لگایا تو یہ ایسا ہے جیسے اسے قتل کر دیا ہو۔

یہ احادیث اور ان جیسے دیگر نصوص سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی مسلمان کو کافر کہنے کی شدید وعید ہے اس لیے کہ جب کوئی شخص کافر نہیں ہے اور اسے ناحق کافر کہا جائے تو یہ اس کے ایمان میں عیب نکالنا اور اس کے ایمان کو مطعون کرنا لہٰذا کسی پر کفر کا فتویٰ لگانے کیلئے ضروری ہے کہ کوئی شرعی دلیل ہو اس لیے کہ کفر کا حکم لگانا خالص شرعی حکم ہے اور شرعی حکم دلیل کے بغیر نہیں لگایا جاسکتا نہ ہی یہ اپنی خواہش یا رائے کی بنا پر لگایا جاسکتا ہے۔ ان آیات واحادیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں داخل ہونے والوں کی عزت، احترام کا کتنا تحفظ کیا گیا ہے ان کے دین واعتقاد کا کتنا خیال رکھا گیا ہے۔ ان تمام سابقہ دلائل کو مدنظر رکھتے ہوئے تمام مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ احتیاط کریں اور ایسے پرخطر مسئلے میں دخل اندازی سے گریز کریں کسی بھی جگہ کسی بھی مجلس محفل میں یا تحریر وتقریر میں شرعی دلائل، علمی قواعد اور دلائل قطعیہ کے بغیر ایسا کوئی حکم کوئی فتویٰ نہ لگائیں اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ مسلمانوں کے طریقے پر چلنے والا نہیں ہے۔ گناہ گار ہے اسے ایسے فتویٰ کا اجر نہیں بلکہ گناہ ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ **ولا تقف ما لیس لک به علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنه مسؤلا** ﴾ (اسراء : 36)

''جس بات کا علم نہ ہو اس کے پیچھے مت لگو (اس لیے کہ) سماعت، بصارت اور عقل کے بارے میں سوال کیا جائے گا''۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

﴿ **قل انما حرم ربی الفواحش ماظهر منها وما بطن والأثم والبغی بغیر الحق وان تشرکوا بالله ما لم ینزل به سلطانا وان تقولوا علی الله ما لا تعلمون**﴾ (اعراف:33)

''(اے محمد ﷺ) کہہ دیجئے میرے رب نے حرام کی ہے صرف بے حیائی جو کھلی ہو یا چھپی اور گناہ، ناحق زیادتی اور یہ کہ تم اللہ کے ساتھ شریک کرو جس کی اللہ نے دلیل نہیں اتاری اور یہ کہ کہو اللہ کے بارے میں وہ جو تم نہیں جانتے''۔

جب کوئی مسلمان ان ادلہ ونصوص کو مانتا ہے ان پر عمل کرتا ہے تو وہ دنیا میں گناہوں سے اور آخرت میں عذاب سے محفوظ رہتا ہے اس طرح مسلمان معاشرہ بھی حق گریز امور سے پاک رہتا ہے جہالت اور خواہشات کی پیروی سے اجتناب کرکے مذکورہ تمام خرابیوں سے پاک رہتا ہے اس فصل میں مذکور دلائل سے خوارج کے مذہب ان کے غلو وافراط کی تردید ونفی ہوجاتی ہے۔

فصل ششم

کافروں کی قسمیں اوران کے کفر کی اقسام؟

جس طرح کسی مسلمان کو کافر کہنا ممنوع ہے اسی طرح کسی ایسے شخص کو جسے اللہ نے کافر قرار دیا ہے کافر نہ کہنا بھی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے اس لئے کہ اس میں اللہ اوراس کے رسول ﷺ کی تکذیب ہوتی ہے۔

کفار کی دو قسمیں ہیں:

1- خالص اوراصلی کافر اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس نبی کریم ﷺ کو اللہ نے بھیجا مگر وہ آپ ﷺ پر ایمان نہیں لائے اوراسلام میں داخل ہی نہیں ہوئے جیسے یہود،نصاریٰ ،دھری، بت پرست وغیرہ ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:**قا تلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتاب حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون .** (توبہ : **29**) لڑو ان لوگوں سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر نہ آخرت پر نہ حرام جانتے ہیں اس کو جسے اللہ اوراس کے رسول ﷺ نے حرام کیا ہے اور نہ قبول کرتے ہیں سچا دین ان لوگوں میں سے جو اہل کتاب ہیں یہاں تک کہ وہ جزیہ دیں اپنے ہاتھ سے ذلیل ہوکر۔وہ لوگ بھی خالص کافر ہیں جن کے بارے میں اللہ کا یہ فرمان ہے:**لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثۃ .**(المائدہ :**73**) تحقیق کفر کیا ان لوگوں نے جنھوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا ایک۔وہ لوگ بھی ان میں شامل ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:**ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا اولئک ھم الکافرون حقا واعتدنا للکافرین عذ ابا مھینا .**(النساء :**150–151**) جولوگ اللہ اوراس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ فرق نکالیں اللہ اوراس کے رسولوں میں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ کوئی درمیانی راہ نکالیں یہی لوگ حقیقت میں کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے رسوا کرنے والا عذاب تیار کیا ہے یہ لوگ دراصل اصلی وحقیقی کافر ہیں۔ایسے لوگوں پر کفر کا حکم ہرصورت میں لگے گا چاہے کسی پر انفرادی طور پر ہو یا اجتماعی،زندہ ہوں،یا مرگئے ہوں۔اس لیے کہ ان کے کفر پر کتاب وسنت میں دلائل کافی تعداد میں موجود ہیں۔یہی لوگ ہیں جن سے قتال کرنا مسلمانوں پر لازم ہے جب بھی جہاں بھی موقع ملے اور جتنی استطاعت ہو جنگ اس وقت تک رہے گی جب تک یہ اسلام میں داخل نہ ہوجائیں یا جزیہ دیں۔

2- دوسری قسم کے وہ کافر ہیں کہ جو پہلے تو مسلمان تھے مگر پھر اسلام کے منافی امور میں سے کسی کا ارتکاب کرکے مرتد ہوگئے ایسے کافروں کی جو مثالیں قرآن میں موجود ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:

- **کفر تکذیب:** **والذین کذبوا بآیاتنا ولقاء الآخرۃ حبطت اعمالھم ھل یجزون الا ما کانوا یعملون .** (اعراف:**147**) جن لوگوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی اور آخرت کی ملاقات کی۔ان کے اعمال برباد ہوگئے ان کو وہی بدلہ ملے گا جو یہ عمل کرتے تھے۔
- **اللہ اور رسول ﷺ اور دین کے ساتھ مذاق کرنے والے:** ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے،**ولئن سألتھم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب قل اباللہ وآیاتہ ورسولہ کنتم تستھزؤن لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم ان نعف عن طائفۃ منکم نعذب طائفۃ بانھم کانوا مجرمین ،** (التوبۃ :**65–66**) اگر آپ (ﷺ) ان سے پوچھیں تو وہ کہیں گے ہم تو بات چیت کرتے تھے اور دل لگی تو کہدے کیا اللہ اوراس کے حکموں اوراس کے رسول سے تم مذاق کرتے تھے؟ بہانے مت بناؤ تم کافر ہوگئے اظہار ایمان کے بعد اگر ہم معاف کردیں گے تم میں سے بعضوں کو تو البتہ عذاب بھی دیں گے بعضوں کو اس سبب سے کہ وہ گناہ گار تھے۔

3- **جولوگ اللہ،رسول اوردین کو گالیاں دیں:** گالیاں اور برا بھلا کہنا اس تعظیم کے منافی ہے جو اللہ،رسول اوردین کی ہونی چاہئے اور مسلمان پر واجب ہے:**ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب .**(الحج:**32**) جس نے اللہ کے شعائر کی تعظیم کی تو یہ دلوں کے تقوی میں سے ہے (تقویٰ کی علامت ہے)

4- **انکار۔تکبر۔اللہ کی اطاعت سے روگردانی:** جیسا کہ ابلیس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:**ابیٰ واستکبر وکان من الکافرین .**(البقرہ:**34**) اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور کافروں میں سے ہوگیا۔اس طرح کا کفر اکثر رسولوں کے دشمن کیا کرتے تھے۔

5- **اللہ کے دین اعراض کرنا:** **والذین کفروا عما انذروا معرضون .**(احقاف:**3**) جن لوگوں نے کفر کیا جس سے انہیں خبردار کیا گیا اس (دین) سے اعراض کیا۔

6- **زبان سے کفر:** ولئن سألتهم ليقولن انما كنا نخوض ونلعب قل اباللہ واٰیاته ورسوله كنتم تستهزؤن ،لا تعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم .(توبة : 65–66) اگر آپ ان سے پوچھیں تو یہ کہیں گے ہم تو بات چیت کرتے تھے اور مذاق کرتے تھے کہہ دیجئے کیا اللہ اس کی آیات اور اس کے رسول کے ساتھ مذاق کرتے ہو۔ بہانے مت بناؤ تم ایمان کے بعد کفر کر چکے ہو۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: ولقد قالوا كلمة الكفر وكفروا بعد اسلامهم (توبة :34) انہوں نے کفریہ کلمہ کہا اور اسلام لانے کے بعد کفر کیا ہے۔ اسی طرح یہ بھی کفریہ قول ہے: ليخرجن الاعز منها الاذل. (المنافقون:8) ضرور نکالے گا اس مدینہ سے معزز آدمی ذلیل شخص کو۔ اور منافقین نے غزوہ تبوک میں جو کہا تھا وہ بھی اسی زمرے میں شامل ہے: ما رأينا مثل قرائنا هولآء ـ يعنون النبيّ واصحابهؓ ،ارغب بطونا ،واكذب السنًا واجبن عندا للقاء ـ ہم نے ان (نبی ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین) جیسے ساتھی نہیں دیکھے جو کھانے کے شوقین زبان کے جھوٹے اور جنگ میں بزدل۔

7- غیر اللہ سے دعا کرنا۔ مردوں سے فریادیں کرنا۔

8- **کفریہ عمل کرنا:** قل ان صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين لا شريك له وبذ لک امرت وانا اول المسلمين. (انعام : 162–163) کہہ دیجئے کہ میری قربانی میری زندگی میری موت سب اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔ مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا مسلمان ہوں جب یہ سب کام صرف اللہ کیلئے کرنے کا حکم ہو تو پھر غیر اللہ کو سجدہ یا غیر اللہ کے لئے ذبح کرنا شرک وکفر ہے۔ عملی کفر میں سے جادو بھی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وما كفر سليمان ولكن الشياطين كفروا يعلمون الناس السحر . (البقرہ:102) سلیمان علیہ السلام نے کفر نہیں کیا بلکہ شیاطین نے کفر کیا لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔ جادو کو اس لیے کفر شمار کیا گیا کہ اس میں شیاطین سے کام لیا جاتا ہے اور علم غیب کا دعویٰ کیا جاتا ہے اللہ کے ساتھ خود کو شریک بنایا جاتا ہے۔ ولقد علموا لم اشتراه ماله في الآخرة من خلاق. (البقرہ:102) انہیں اچھی طرح معلوم تھا کہ جس نے بھی اسے خرید لیا آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ جادو کو علماء نے کفر اور شرک قرار دیا ہے اسے توحید کے ضمن میں شرک کی اقسام میں شمار کیا ہے تاکہ مسلمان اس سے اجتناب کریں۔ علماء نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جادو توحید کے منافی امور میں سے ہے۔

9- **اعتقاد اور شک:** انما المؤمنون الذين آمنوا بالله ورسوله ثم لم يرتابوا وجاهدوا بأموالهم وانفسهم في سبيل الله اولئک هم الصادقون .(الحجرات :15) بلاشبہ مومن وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور پھر شک نہیں کیا اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا یہی لوگ سچے ہیں (اپنے دعویٰ ایمان میں)

دوسری جگہ فرمان باری تعالیٰ ہے: انما يستأذنک الذين لايؤمنون بالله واليوم الآخرة وارتابت قلوبهم في ريبهم يترددون .(التوبة : 45) آپ ﷺ سے (جنگ میں رہ جانے کی) اجازت وہ لوگ مانگتے ہیں جو اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دلوں میں شک ہے لہٰذا وہ اپنے اس شک میں سرگرداں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے دو افراد کا مکالمہ حکایتاً بیان کیا ہے: ودخل جنته وهو ظالم لنفسه قال ما اظن ان تبيد هذه ابداً وما اظن الساعة قائمة ولئن رددت الى ربى لأجدن خيراً منها منقلبا . قال له صاحبه وهو يحاوره اكفرت بالذى خلقک من تراب ثم من نطفة ثم سواک رجلا . (كهف :35 –36) اور گیا اپنے باغ میں اور وہ برا کر رہا تھا اپنی جان پر۔ بولا نہیں آتا مجھ کو خیال کہ خراب ہو جائے گا یہ باغ کبھی اور نہیں خیال کرتا ہوں میں کہ قیامت ہونے والی ہے اور اگر کبھی پہنچا دیا گیا میں اپنے رب کے پاس پاؤں گا بہتر اس سے وہاں پہنچ کر۔ کہا اس کو دوسرے نے جب بات کرنے لگا کیا تو منکر ہو گیا اس سے جس نے تجھ کو پیدا کیا مٹی سے پھر قطرہ سے پھر بنایا تجھ کو آدمی۔

یہ مذکورہ جتنے قسم کے افراد کا ذکر ہوا ان سب کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے کافر قرار دیا ہے اور وہ بھی ان کے ایمان لانے کے بعد کسی کو قول کی وجہ سے کسی کو عمل کی بنا پر اگرچہ اس قول وعمل کے مطابق ان کا عقیدہ نہیں بھی ہو؛ کسی کو عقیدے اور شک کی بنا پر۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ان مذکورہ اقسام میں سے کسی بھی قسم میں مبتلا شخص کو متعین طور پر کافر قرار دینے کیلئے ضروری ہے کہ تمام مذکورہ شروط (جو کہ تکفیر معین کیلئے بیان ہوئی ہیں) موجود ہوں۔ موانع نہ ہوں۔ اس فصل میں مرجئہ مذہب کا رد پیش کیا گیا ہے جو کہ تفریط کا شکار ہیں اور کسی بھی عمل کو ایمان سے خاتمے یا کفر کا سبب نہیں سمجھتے۔

فصل ہفتم

حکمرانوں اورعوام کے حقوق سے متعلق امت محمد ﷺ سے چند گذارشات

ہم سمجھتے ہیں کہ امت کوحکمران اورعوام کے حقوق سے متعلق کچھ بتائیں تاکہ تمام اسلامی ممالک میں اس کی طرف توجہ دی جائے اس لیے کہ ہم نے اکثر ممالک اسلامیہ میں دیکھا ہے کہ اس مسئلے میں کوتاہی برتی جاتی ہےاورظاہر سی بات ہے کہ جب اتنے اہم معاملے میں بے پرواہی سے کام لیاجائے گا تو اس کے نتائج واثرات تو برے ہی ہوں گے اور ذھنی انتشار معاشرہ میں پھیلے گا لہٰذا جو شخص مسلمانوں کے امور میں سے کسی امر کا ذمہ دار بنادیا جائے تو اس کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہونی چاہئے کہ وہ امت کی انجام دہی قرآن وسنت کے مطابق کرے اور توحید کو رواج دے اسے عام کرے۔شرک اور بت پرستی اور توحید کے منافی رسول اور مظاہروں کوختم کرے۔لوگوں کے فیصلے قرآن وسنت کی روشنی میں کرے۔عدل قائم کرے۔اور یہ بات یادر کھے کہ دنیا میں شریعت اسلامی سے بڑھ کر عادلانہ اور مضبوط اور لوگوں کیلئے مفید کوئی اور نظام نہیں ہے۔اس میں عدل بھی ہے رحمت بھی اور دلوں میں موجود کدورتوں کا علاج بھی جیسا کہ اس نظام کو نازل کرنے والا رب فرماتا ہے:

یا ایھا الناس قد جاء تکم موعظة من ربکم وشفاء لما فی الصدور وھدًی ورحمة للمؤمنین.(یونس:57)

اے لوگو!تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آچکی ہے۔یہ سینوں میں موجود(کفر۔نفاق۔بغض کینہ۔شک) کیلئے شفاء ہےاورمؤمنوں کیلئے ہدایت ورحمت ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

ومن احسن من اللہ حکمًا لقوم یوقنون . (المائدہ:50)

کون ہے جواللہ سے زیادہ متوازن حکم نازل کرے یقین کرنے والی قوم کیلئے؟۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ثم جعلناک علی شریعة من الأمر فاتبعھا ولا تتبع اھواء الذین لایعلمون. (الجاثیة :18)

پھر ہم نے دین کے کام میں ایک راستہ پر رکھا تو اسی پر چلتا رہے اور نادانوں کی خواہشوں کی پیروی نہ کر۔

مسلم حکمرانوں کو یہ بھی یادرکھنا چاہئے کہ اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق حکومت کرنا سب سے بڑی ذمہ داری ہے:

فلا وربک لایؤمنون حتی یحکموک فی ما شجر بینھم ثم لایجدوا فی انفسھم حرجًا مما قضیت ویسلموا تسلیمًا. (النساء:65)

تیرے رب کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپ ﷺ کو حکم تسلیم نہ کرلیں اپنے متنازعہ معاملات میں اور پھر آپ ﷺ کے فیصلے سے دل میں خلش محسوس نہ کریں اور اسے مکمل طور پرتسلیم کرلیں۔

اس طرح اللہ کی شریعت کے مطابق فیصلے کرنا اہم عبادت بھی ہے جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

ان الحکم الا للّٰہ امر ان لا تعبدوا الا ایاہ ذلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون . (یوسف:40)

حکم صرف اللہ کا ہے اس نے حکم دیا ہے کہ صرف اسی کی عبادت کرو یہ قائم رہنے والا دین ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔اس لئے ہر رسول اپنی قوم قوم سے کہتا تھا:اعبدوا اللہ ما لکم من الٰہ غیرہ۔(اعراف:36)اللہ کی عبادت کرو اس کے علاوہ تمہارا کوئی الٰہ نہیں ہے۔

اور جولوگ اللہ کی شریعت کوچھوڑ کر کسی اور قانون کے مطابق فیصلے اور حکومت کرتے ہیں ان کے اس عمل کو اللہ نے شرک فی العبادت اور شرک فی الحکم قرار دیا ہے فرمایا:

ولا یشرک فی حکمہ احدًا . (کھف : 26)

اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

اور فرمایا:

ام لھم شرکاء شرعوا لھم من الدین ما لم یأذن بہ اللہ . (شوریٰ :21)

کیاان کے ایسے شریک ہیں جوان کے لئے ایسی شریعت بناتے ہیں جس کی اجازت اللہ نے نہیں دی۔

نیز ارشاد ہے:

فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحًا ولا یشرک بعبادة ربہ احدًا .(کھف : 110)

جوکوئی اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اچھا عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

اسی طرح مسلمان حکمران پر یہ بھی لازم ہے کہ ایسے کاموں کی کوشش کرے جن میں عوام کی بھلائی ہو۔عوام کو نقصان دینے والے تکلیف دینے والے اسباب وذرائع اور امور کا خاتمہ کرے۔مسلمان

معاشرہ کو غیر اللہ کے قوانین اور دیگر محرمات جیسے۔شراب۔سود۔جوا۔ظلم وغیرہ کا خاتمہ کرے رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

ما من عبد يسترعيه الله رعية يموت يوم يموت وهو غاش رعيته الا حرم الله عليه الجنة . (متفق على صحته)

جس شخص کو اللہ کسی قوم کا حکمران بنائے اور وہ جب مرے تو اپنی رعایا کے ساتھ دھوکہ کرتا رہا ہو تو ایسے حکمران پر اللہ نے جنت حرام قرار دی ہے۔

اس طرح مسلم حکمران کا یہ بھی فریضہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے ملک اور معاشرے سے وہ سرعام فحاشی کے زہر کو ختم کردے جو بعض اسلامی ممالک میں پھیل رہا ہے خاص کر جن ممالک میں اسلامی معاشرے پر مغربی رنگ چڑھتا جا رہا ہے اخلاق۔لباس وغیرہ کے لحاظ سے اور خصوصاً عورتیں اپنی عفت و پاکدامنی اور پردہ سے بے پرواہ ہوتی جا رہی ہیں اور ہر قسم کی حیا سوز عادات اپناتی جا رہی ہیں۔اسلامی ممالک میں غیر اسلامی عادت۔رسوم اور طور طریق پھیلنے، پروان چڑھنے سے اسلامی عقائد میں شکوک وشبہات جنم لینے لگتے ہیں اللہ کے محکم وغیر متبدل احکام پر اعتراضات ہوتے ہیں اللہ اور اس کے رسول اس کی آیات کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔بے دین اور بے راہ روی کی طرف دعوت دی جاتی ہے منافقین کھل کر اپنے سینوں میں چھپے اسلام مخالف خیالات وافکار کا پرچار کرنے لگ جاتے ہیں۔گمراہ قسم کے لوگ بھی بلا خوف وخطر دین سے ارتداد۔دین میں شک وشبہات پیدا کرتے ہیں اور کفریہ الفاظ کا برملا اظہار کرنے لگتے ہیں ایسے معاشرے میں اس طرح کے اعمال واقوال کو آزادی رائے آزادئ عمل کا نام دیا جاتا ہے۔آج اکثر اسلامی ممالک میں یہ ہو رہا ہے مگر یاد رکھنا چاہئے کہ اگر ان لوگوں میں عقل ہوتی یا اپنی نجات کی فکر ہوتی تو جس نے بھی مذکورہ خرابیوں کا دروازہ کھولا ہے یا اس کی معاونت کی ہے یا اسے پسند کرتا ہے تو اسے اللہ کا یہ قول یاد رکھنا چاہئے:

قل اباللہ وآياته ورسوله كنتم تستهزؤن ،لا تعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم .(توبة : 65–66)

کہہ دیجئے کیا اللہ اس کی آیات اور اس کے رسول کے ساتھ مذاق کرتے ہو۔بہانے مت بناؤ تم ایمان کے بعد کفر کر چکے ہو۔

انہیں اللہ کا یہ فرمان بھی مدنظر رکھنا چاہئے:

وقد نزل عليكم فى الكتٰب ان اذا سمعتم آيات الله يكفر بها ويستهزء بها فلا تقعدوا معهم حتى يخوضوا فى حديث غيره انكم اذاً مثلهم ان الله جامع المنافقين والكافرين فى جهنم جميعا . (النساء : 140)

اور تم پر کتاب میں نازل کیا ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیات کا انکار کیا جا رہا ہے اور اس کا تمسخر اڑایا جا رہا ہے تو ایسا کرنے والوں کے ساتھ مت بیٹھو جب تک وہ کوئی اور بات نہ شروع کریں (اگر تم ان کے پاس بیٹھے رہے) تو تم بھی انہی کی طرح ہوگے۔اللہ منافقین وکافر سب کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الذين يحبون ان تشيع الفاحشة فى الذين آمنوا لهم عذاب اليم فى الدنيا والآخرة . (النور : 19)

جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں فحاشی پھیلے ایسے لوگوں کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس آیت میں فحاشی پھیلانے کی رکھنے والوں کی مذمت کی گئی ہے اور یہ خواہش دل میں ہوسکتی ہے اور اس کا اظہار زبان وعمل سے بھی ہوسکتا ہے لہٰذا اس آیت میں ان لوگوں کی بھی مذمت ہے جو زبان سے فحاشی پھیلانے کے مرتکب یا فحش کاموں کی تعریف کرتے ہیں تاکہ یہ لوگوں میں عام ہو جائیں یہ لوگ یہ کام یا تو مؤمنوں سے حسد ودشمنی کی بنا پر کرتے ہیں یا انہیں فحاشی سے محبت ہوتی ہے۔ہر دو صورت میں دین دشمنی پر دلالت کرنے والی ہیں۔دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ہر وہ عمل جو مؤمنوں میں فحاشی پھیلانے کا سبب بنتا ہو وہ بھی اس آیت کے ذیل میں داخل ہے اور اس عمل کے مرتکب کیلئے سخت عذاب کی وعید ہے اس لیے کہ مؤمنوں میں فحاشی پھیلانے کی خواہش جب دنیا وآخرت میں عذاب الیم کا سبب ہے تو عملی طور پر تو ایسا کرنا تو مزید عذاب کا مستوجب ہوگا۔اس لیے کہ صرف فحاشی پھیلانے کی خواہش جس میں قول وعمل نہیں وہ زیادہ عذاب کا مستحق ہے یا وہ کہ جس میں قول وعمل بھی ہے؟ ہر انسان کو چاہئے کہ اس قول، عمل اور خواہش سے نفرت کرے جو اللہ کو پسند نہیں چاہے وہ فحاشی ہو، بہتان تراشی ہو یا فحاشی کے پھیلاؤ کے ذرائع ہوں۔یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اگر ایک شخص خود تو ایسا نہیں کرتا مگر اس طرح کے عمل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے تو وہ بھی انہی میں سے شمار ہوگا جیسا کہ قوم لوط کے عمل پر راضی رہنے والی جناب لوط علیہ السلام کی بیوی قوم کے ساتھ عذاب میں گرفتار ہوگئی تھی حالانکہ لواطت ایسا عمل ہے جو عورت سے سرزد نہیں ہوسکتا لیکن جناب لوط علیہ السلام کی بیوی قوم کے عمل پر راضی تھی تو ان کے ساتھ عذاب میں بھی گرفتار ہوئی (نوٹ: لوط علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ نبی تھے لہٰذا مردوں کی ہم جنس پرستی کو لواطت نہیں کہنا چاہیے اس لئے کہ اس سے نسبت لوط علیہ السلام کی طرف ہوتی ہے مناسب یہ ہے کہ اسے قوم لوط کا عمل یا ہم جنسی پرستی یا کوئی اور نام دیا جائے تو بہتر ہے کہ غلط عمل کو پیغمبر کے نام سے منسوب کرنا نامناسب ہے۔مترجم) اس لیے کہا جاتا ہے کہ جس نے کسی فحش عمل پر کسی کی اعانت کی یا فحاشی پھیلانے میں مدد کی جیسا کہ گلوکار، یا گانوں کی کیسیٹس تیار کرنے والے۔فلمیں بنانے والے۔آلات موسیقی بنانے والے۔سینما مالکان وملازمین وغیرہ یہ سب فحاشی پھیلانے کے مرتکب ہیں اور آیت کی رو سے عذاب کے مستحق ہیں۔

لہٰذا مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ وہ فحاشی پھیلانے کے بجائے اسے ختم کرنے کی کوشش کریں کہ ان کا اصل فریضہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہی ہے۔(الفتاویٰ : 15/332)

مسلمان حکمران کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کے ساتھ شفقت ونرمی کا برتاؤ کرے ان کی ضروریات پوری کرے ان کی بھلائی کے لئے تمام تر کوششیں کرے۔نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے۔ترجمہ: اے جو میری امت پر حکمران بنا اور اس نے ان کو مشقت میں ڈالا سختی میں مبتلا کیا تو بھی اس پر سختی کر اور جس حکمران نے اپنی رعایا پر نرمی کی اللہ تو بھی اس پر نرمی کر (مسلم)

مسلم حکمران کی ذمہ داری ہے کہ وہ ملک میں تعلیمی نظام مکمل طور پر قرآن وسنت کے مطابق رائج کرے اور سلف صالحین کا طریقہ اپنائے اور اسلامی عقیدہ کی اس طرح تعلیم دی جائے کہ تمام غیر اسلامی

عقائد ونظریات سے مسلمان بچوں کا ذہن پاک ہو جائے۔اور مکمل دین احکام کی تعلیم دی جائے۔ابتداء سے اعلیٰ تعلیم تک تمام مراحل میں دینی احکام کی تعلیم شامل ہو۔

مسلم حکمرانوں کا فریضہ ہے کہ وہ اللہ کے گھروں مساجد کو ان کا حقیقی مقام ومرتبہ،عزت واحترام دیں جو انہیں اسلام نے دیا ہے ان میں نمازیں قائم کرنے کا اہتمام کریں وعظ اور تعلیم کی مجالس قائم کریں اوران کے لئے مصلحین علماء کی خدمات حاصل کی جائیں کہ وہ لوگوں کو تعلیم دیں ان کی تربیت کریں تا کہ مسلمانوں میں شریعت کا علم عام ہو۔جو غافل ہیں وہ دوبارہ متوجہ ہو جائیں اور جو جاہل ہیں وہ بھی علم حاصل کرلیں۔نافرمانوں کو نصیحت مل جائے مسلمانوں کی اخلاقی تربیت وہ اطاعت کو اپنا شعار بنائیں اوراس طرح یہ امت اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کرلے اورا سے تادیر برقرار رکھ سکے۔یہ تھیں ذمہ داریاں مسلم حکمران کی۔

مسلمان عوام کی ذمہ داریوں میں سب سے پہلی ذمہ داری ہے حکم سننا اس پر عمل کرنا اس حکمران کا جو ان کی قیادت قرآن وسنت کے مطابق کرتا ہو اور جب تک وہ انہیں کسی معصیت کا حکم نہ کرے اگر کوئی حکمران کبھی معصیت کا حکم کرے تو اس میں اطاعت نہ کرے اس لیے کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:**لا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق** .(احمد) خالق کی معصیت میں مخلوق کی)اطاعت نہیں کی جاسکتی دوسری حدیث میں ہے۔اللہ کی معصیت میں (مخلوق کی)اطاعت نہ کی جائے بلکہ صرف معروف میں ہے۔

عوام کی ذمہ داری میں یہ بھی ہے کہ وہ حکمران کی خیرخواہی کریں۔اس کے لیے دعا کریں حکمران کی ماتحتی میں قوم کو متحد رکھنے کی کوشش کریں اسلامی جھنڈے کے تحت سب حکمران وقت کے ساتھ متحد ومتفق کھڑے رہیں۔نبی ﷺ کا ارشاد ہے: **الدين النصيحة** : دین خیرخواہی کا نام ہے ، **قلنا لمن** : ہم نے کہا کس کی خیرخواہی ، **قال للّٰه ولكتابه ولرسوله ولأئمة المسلمين وعامتهم** : اللہ،اس کی کتاب،اس کے رسول،مسلمانوں کے حکمرانوں اور عام مسلمانوں کی خیرخواہی کرنا۔ایک اور حدیث میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا،ترجمہ: تین عادتیں ہیں ان میں مسلمان کا دل خیانت نہیں کرسکتا۔اخلاص عمل ۔حکمرانوں کی خیرخواہی۔جماعت سے وابستگی۔ان کی دعوت بعد میں آنے والوں تک پہنچے گی (احمد)۔ایک صحیح روایت میں جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی وصیت مروری ہے جس میں وہ فرماتے ہیں:**واحسنوا مؤازرة من يلي امركم واعينوه وادو اليه الأمانة** . جو تمہارے حکمران ہیں ان کی پشت پناہی اچھی طرح کرو ان سے تعاون کرو اپنی ذمہ داریاں دیانتداری سے ادا کرو۔عوام پر یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ ترجیح دیئے جانے پر صبر کریں اور جہاں تک استطاعت ہو کلمہ حق کہیں۔عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہتے ہیں: ترجمہ: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی کہ (امیر کی بات) سنیں گے اور مانیں گے سختی ہو یا آسانی ہو۔ہم خوش ہوں یا ناخوش اوراگر چہ ہم پر کسی اور کو ترجیح دی جائے اور ہم حکمرانوں سے لڑیں نہ الا یہ کہ ان کی طرف سے کوئی ایسا قول یا عمل سرزد ہو جائے جو صریح کفر ہو اللہ کی طرف سے اس کے کفر ہونے پر دلیل ہو اور یہ کہ ہم حق بات کریں جہاں بھی ہوں۔اللہ کے دین کی بات کرتے ہوئے ہم کسی کی ملامت کی پرواہ نہ کریں۔(متفق علیہ)

مندرجہ بالا ذمہ داریاں عوام کی ہیں جو انہیں پوری کرنی چاہئیں۔مسلمان چاہے حکمران ہو یا عوام میں سے ہو اس کا فریضہ اور ذمہ داری یہ ہے کہ ہر وقت تقویٰ کو لازم پکڑے اللہ کا ڈر اپنے دل میں رکھے ۔اور اپنا سب سے اہم اور بڑا مقصد ایک اللہ کی عبادت کو بنائے۔اس کی طرف دوسروں کو بھی دعوت دے۔اپنے اتحاد واتفاق کو برقرار رکھیں ملی وقومی اتحاد کے خلاف کوئی کام نہ کرے۔کوئی ایسا عمل نہ کرے جو شریعت کے خلاف ہو۔صراط مستقیم سے ہٹنے کی کوشش نہ کرے۔کوئی ایسا عمل نہ کرے جو کافروں کو کفر پر جم جانے عمل پیرا رہنے کا جواز فراہم کرتا ہو۔ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ جناب ابراہیم علیہ السلام اوران کے ساتھیوں کی دعا کو وردزباں بنائے کہ:

رَبَّنَا لا تجعلنا فتنة للذين كفروا واغفرلنا ربنا انک انت العزيز الحكيم .

اے ہمارے پروردگار ہمیں کافروں کے لئے فتنہ نہ بنا۔ہمارے گناہ معاف کردے۔اے ہمارے رب تو غالب اور حکمت والا ہے۔ (الممتحنۃ:5)

میں اللہ سے اس کے اسماء الحسنٰی اور صفات عالیہ کے توسط سے دعا کرتا ہوں کہ تمام مسلمانوں کو رہنمائی عطا فرمائے انہیں ان کے نفسوں کے شر سے محفوظ رکھے۔ان کی اصلاح فرمائے۔وہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور دعا قبول کرتا ہے۔

وصلى الله على نبينا محمد واصحابه / اجمعين .

بقلم: بکر بن عبداللہ ابوزید

مترجم: عبدالعظیم حسن زئی